روزنامہ
الفضل
ربوہ

فون ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | بدھ ۱۱۔ شعبان ۱۴۱۱ھ، ۲۷۔ تبلیغ ہش ۱۳۷۰، ۲۷۔ فروری ۱۹۹۱ء | نمبر ۴۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرفِ خدا کا تصوّر جرائم کو روک سکتا ہے

"قرآنی حکمتوں سے ہٹ کر جب دُنیا کے حکمتوں والے بھی باتیں کرتے ہیں تو بالکل جاہلانہ باتیں ہوتی ہیں جرائم کو قوانین نہیں روکا کرتے۔ کوئی دُنیا کا قانون، کوئی دُنیا کی پولیس جرائم کو روک نہیں سکتی۔ جرائم کو دبا سکتی ہے اور جرائم کو روکنے کے لئے صرف خدا تعالیٰ کا تصوّر اور اس سے تعلق کا تصوّر ہے جو حقیقت میں کام کر سکتا ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"پس ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں کیونکہ (استقامت کرامت سے بھی بالا ہے) مشہور ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے تو حتی الوسع اُس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدّد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔ انسان میں نفس بھی ہے اور اس کی تین قسم ہیں۔ امّارہ، لوّامہ، مطمئنّہ۔ امّارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوش کو سنبھال نہیں سکتا۔ اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے مگر حالتِ لوّامہ میں سنبھال لیتا ہے۔ مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدیؒ نے بوستان میں لکھی ہے کہ ایک بزرگ کو کُتّے نے کاٹا گھر آیا، تو گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کُتّے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اُس نے جواب دیا۔ بیٹی! انسان سے کُتّاپن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہیئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو (ایمان لانے والے) کو لازم ہے کہ اعراض کرے نہیں تو وہی کُتّاپن کی مثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بُری طرح ستایا گیا۔ مگر ان کو (جاہلوں سے اعراض کر) کا ہی خطاب ہُوا۔ خود اس انسانِ کامل، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بُری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں۔ مگر اس خُلقِ مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ اُن کے لئے دُعا کی۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۶۴)

درخواستِ دُعا

محترمہ سعیدہ احسن صاحبہ لکھتی ہیں کہ میری بہن عزیزہ رشیدہ اختر (اہلیہ مکرم عبدالرشید صاحب آف گوجرانوالہ) کو اعصابی کمزوری کے علاوہ ہرنیے کی تکلیف ہے۔ ۲۸ فروری کو اپریشن متوقع ہے۔ تمام احبابِ جماعت سے اپریشن کی کامیابی اور صحتِ کاملہ کی درخواستِ دُعا ہے۔

اعلانِ نکاح

عزیزہ شہلا نورین صاحبہ بنت مکرم حمید احمد صاحب خالد انچارج لائبریری جامعہ احمدیہ ربوہ کا نکاح ہمراہ مکرم منصور احمد ناصر صاحب مقیم جرمنی مورخہ یکم فروری بروز جمعہ بعد از نمازِ عصر "بیتِ مبارک" میں پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھایا۔

عزیزہ شہلا نورین حضرت میاں محمد عبداللہ صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پوتی اور عزیز منصور احمد صاحب ناصر حضرت میاں امام دین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا پوتا ہے۔

احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔

ولادت

مکرم ڈاکٹر محمد نصراللہ چیمہ صاحب ایف آر سی ایس (سرجن) حال مقیم انگلینڈ ابن مکرم محمد عبداللہ صاحب چیمہ ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۹۱ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بچے کا نام فضل محمود رکھا ہے۔ اور اسے والدین کی درخواست پر تحریک وقفِ نو میں قبول فرمایا ہے

نومولود حضرت غلام حسین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پڑپوتا ہے۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی دے اور خادمِ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

خدا تعالیٰ کی طرف خالص رجُوع کرو اور توبہ پر قائم رہو

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"بعض دفعہ ایک انسان خود تو ایمان رکھتا ہے اپنے دل میں اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور بشارتوں کا مستحق ہوتا ہے۔ لیکن اس کے اہل اس کے لئے فتنہ بنتے اور صراطِ مستقیم سے اسے دور لے جانے والے بن جاتے ہیں۔ اس واسطے کسی ایک شخص کا یہ کہنا کہ میں صراطِ مستقیم پر قائم ہو گیا ہوں، یہ کافی ہے۔ یہ اس لئے کافی نہیں کہ جو قریب ترین فتنہ اس کی زندگی میں ہے وہ اس کے گھر میں موجود ہے۔ اس واسطے آئندہ نسلوں کی صحیح تربیت کرنا ان نسلوں کی بھلائی میں بھی ہے اور اپنی بھلائی بھی یہی تقاضا کرتی ہے کہ انسان فتنے سے اپنے آپ کو بچائے اور خدا تعالیٰ کے غضب سے محفوظ رہنے کی کوشش کرے اور جو پیار اسے حاصل ہُوا وہ پیار اسے اور اس کے خاندان کو مرتے دم تک اس دنیا میں حاصل رہے تا خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں گذرنے والی ابدی زندگی کے وہ مستحق بنیں۔

سورہ التحریم میں ہی نویں آیت میں ہے۔ (اے ایمان والو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف خالص طور پر رجوع کرو) حکم تھا کہ خود اپنے نفسوں کو اور اپنے اہل کو بچاؤ۔ ان کی حفاظت کی کوشش کرو۔ اور یہاں وہ طریقہ بتایا گیا (اس آیت میں بشارت ہے) اور اس کی ابتداء یوں ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف خالص رجوع کرو۔ توبہ کرو اور توبہ پر قائم رہو۔ توبہ زندگی کے چند لمحات کی کیفیت کا نام نہیں۔ توبہ ساری زندگی کے سارے

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیوانہ

حوصلہ تُو نے دیا یارب مجھے ایثار کا
مَیں بھی طالب ہوں ترے دیدار کا، گفتار کا

دل دیا تُو نے، دیا سارے جہاں کا درد بھی
اور ہدف بھی مَیں جہاں والوں کی ہر یلغار کا

طنز و استہزا بھی، سنگ و خشت بھی، دشنام بھی
کن مراحل میں ہے دیوانہ دیارِ یار کا

شوقِ منزل میں رواں ہو چلچلاتی دھوپ میں
مَیں نے کب ڈھونڈا کہیں سایہ کسی دیوار کا

تُو نے چاہا تو میانِ خاک و خوں حاضر ہُوا
رہ نہیں دیکھا سرِ تسلیم نے انکار کا

جانتا بھی ہوں کہ تُو واقف ہے میرے حال سے
پھر بھی کر لیتا ہوں تجھ سے ذکر حالِ زار کا

"شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا"
(درِ ثمین)

عبد المنان ناہید

وقارِ عمل

حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) فرماتے ہیں۔
"مَیں خدام کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ سالوں میں ہاتھ سے کام کرنے کی روح کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ اور خدام سے ایسے کام کرائے جائیں جن میں وہ ہتک محسوس کرتے ہوں اور وہ کام انفرادی طور پر کرائے جائیں ۔۔۔۔ اگر ایک خادم اکیلا کوئی کام کر رہا ہو اور اس کے ساتھی اسے دیکھیں تو وہ ضرور ہتک محسوس کرے گا۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ اجتماعی طور پر کوئی کام نہ ہو۔ بے شک اجتماعی طور پر بھی ہو۔ لیکن انفرادی کام کے مواقع بھی کثرت سے پیدا کئے جائیں۔ مثلاً کسی غریب کا آٹا اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا جائے۔ یا کسی غریب کا چارہ اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا جائے یا کسی غریب کی روٹیاں پکوا دی جائیں۔ جب خادم روٹیاں پکوانے جائے گا تو دل میں ڈر رہا ہوگا کہ مجھے کوئی دیکھ نہ لے اور اگر کوئی دوست اسے رستے میں مل جائے تو اسے کہے گا میری اپنی نہیں فلاں غریب کی ہیں۔ اس کا یہ اظہار کرنا اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ اس کام کو ہتک آمیز خیال کرتا ہے یہ پہلا قدم ہوگا اسی طرح بعض اور کام اسی نوعیت کے سوچے جا سکتے ہیں۔ ایسے کام کرانے سے ہماری غرض یہ ہے کہ کسی خادم میں تکبر کا شائبہ باقی نہ رہے اور اس کا نفس مر جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر ایک کام کرنے کو تیار ہو جائے۔"

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ | قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۷۔ تبلیغ ۱۳۷۰ ہش ــــ ۲۷۔ فروری ۱۹۹۱ء

عبادت کی اہمیّت

یہ ایک بہت بڑی سچائی ہے کہ انسان چاہے کتنی ہی عبادت کر لے اللہ تعالیٰ کی عظمت میں ایک ذرّہ بھر اضافہ نہیں کر سکتا اور اگر اس کی عبادت سے بالکل غافل ہو جائے اور اس سے منہ موڑ لے تو اس کی عظمت ایک ذرہ بھر کم نہیں ہو جاتی۔ گویا کہ یہ کہنا بالکل درست ہے کہ انسان عبادت خدا کے لئے کرتا ہی نہیں۔ دوسری طرف ہمیں عبادت کا حکم بھی ہے۔ بلکہ عبادت ہی کو ہماری پیدائش کی غرض و غائت قرار دیا گیا ہے تو کیا انسان اس نہج پر سوچ سکتا ہے کہ اگر مَیں خدا کے لئے عبادت نہیں کرتا تو میرے عبادت نہ کرنے سے خدا کو کیا غرض۔ اور خدا میرے لئے سزا کیوں مقرّر کرے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ بات کہ عبادت ہماری پیدائش کی غرض ہے ہمیں ایک اور بات بھی سمجھاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا کی عظمت میں تو ہم نہ اضافہ کر سکتے ہیں نہ کمی۔ لیکن ہم ایسا وجود ہیں کہ اپنی عظمت میں اضافہ بھی کر سکتے ہیں اور کمی بھی۔ ہم فرشتوں سے بڑھ کر بھی بن سکتے ہیں اور ہم اسفل السافلین میں بھی گر سکتے ہیں۔ اس میں نہ کسی اور کی بھلائی ہے نہ بُرائی۔ ہماری اپنی ہی بھلائی ہے۔ یا ہماری اپنی ہی بُرائی ہے۔

ہمارے عبادت کرنے سے اگر کسی کو کچھ ملتا ہے تو وہ ہم خود ہیں۔ اور عبادت نہ کرنے سے اگر کسی کا کچھ بگڑتا ہے تو وہ بھی ہم خود ہیں۔ اور جسے ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے اس ضمن میں سزا کا نام دیتے ہیں وہ دراصل ہمارا اپنا نقصان ہے نقصان کہہ لیجئے یا سزا کہہ لیجئے۔ ہمارے خیال میں تو سزا کا لفظ استعمال کرنا ضروری بھی نہیں ہے۔ اسے نقصان ہی کہنا چاہیئے۔ نقصان کا لفظ استعمال کرنے سے بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے۔ حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے نے نماز نہ پڑھنے کو سنکھیا کھا کر مرنے سے تعبیر کیا ہے۔ جو شخص سنکھیا کھاتا ہے اسے سنکھیا کھانے کی سزا نہیں دی جاتی۔ بلکہ اس کا نقصان پہنچتا ہے۔ سنکھیا اس نے خود کھایا ہے اور خود ہی اس کا نقصان اٹھایا ہے۔ پس عبادت کرنا ہمارے اپنے فائدہ کی بات ہے اور نہ کرنے سے ہم خود نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس نقصان کو آپ سزا بھی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن نقصان ہی کہیں تو زیادہ بہتر ہے۔

مانگنا ہے تو یہ دُعا مانگو
ہم ڈریں تو فقط خدا سے ڈریں
راستی ہو شعارِ زیست اپنا
جھوٹ کو دُور سے سلام کریں

ابو الاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقینِ عمل

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء میں دیگر امور کے علاوہ فرمایا:

حضرت (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ کبھی حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتے کبھی حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ سناتے اور کبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان فرماتے۔ مگر ہمارے لئے وہ کہانیاں ہی ہوتی تھیں گو وہ تھے سچے واقعات ایک حاسد و محسود کا قصہ الف لیلیٰ میں ہے وہ بھی سنایا کرتے تھے۔ وہ سچا ہے یا جھوٹا بہرحال اس میں ایک مفید سبق ہے اسی طرح ہم نے کئی ضرب الامثال جو کہانیوں سے تعلق رکھتی ہیں آپ سے سنی ہیں پس بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ کہانیاں ہیں۔ گو بعض کہانیاں بے معنی اور بے ہودہ ہوتی ہیں مگر مفید اخلاق سکھانے والی اور سبق آموز کہانیاں بھی ہیں اور جب بچے کی عمر بہت چھوٹی ہو تو اس طریق پر اسے تعلیم دی جاتی ہے۔ پھر جب وہ ذرا ترقی کرے تو اسکے لئے تعلیم و تربیت کی بہترین چیز کھیلیں ہیں۔ کتابوں کے ساتھ جن چیزوں کا علم دیا جاتا ہے کھیلوں سے عملی طور پر وہی تعلیم دی جاتی ہے۔ مگر کہانیوں کا زمانہ کھیل سے نیچے کا زمانہ ہے۔ لیکن کوئی عقلمند کبھی یہ پسند نہیں کرتا کہ اسکے بچوں کو کہانیاں سنانا یا کہانیاں بتانا کلی طور پر کسی جاہل کے سپرد کر دیا جائے۔ یا بچوں ہی کے سپرد کر دیا جائے بلکہ اس کام پر ہر قوم کے بڑے بڑے ماہرین فن لگے رہتے ہیں۔ دنیا کے بہترین مصنف جو لاکھوں روپے سالانہ کماتے ہیں وہ کہانیاں ہی لکھتے ہیں۔ گو اب بہت سی کہانیاں بڑے لوگوں کو مدنظر رکھ کر لکھی جاتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کہانیاں اگر بڑے لوگوں کے لئے ہوں تو وہ بھی بچپن ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔ کیونکہ درحقیقت وہ انسان کی بچپن کی ہی حالت سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان پر بڑی عمر میں بھی بچپن کے زمانے کے دورے آتے رہتے ہیں۔ اور اسی وقت وہ کہانیوں کی طرف راغب ہوتا ہے یعنی اس کا دماغ تھک کر سنجیدہ اور مشکل طریق پر دنیا سے سبق حاصل کرنے کے قابل نہیں رہتا اور اس وقت وہ چاہتا ہے کہ کہانیوں کے ذریعے سے دنیا کے تجارب اور علوم حاصل کرے۔ پس وہ بھی بچپن کے مشابہ ایک حالت ہے۔ اور اس کام کے لئے قوموں کے بہترین دماغ لگے رہتے ہیں۔ اور یہ کافی نہیں سمجھا جاتا کہ کم علم اور جاہل لوگ اس کام کو کریں لیکن تعجب ہے کہ اس کے بعد کے زمانہ کی تعلیم کے انتظام کے لئے جو کھیل کا زمانہ ہے۔ اور جس میں کھیل کے ذریعے علم کا سکھانا ضروری ہوتا ہے۔ اور اس عمر کے لئے جب بچہ علم کی سدھ سے مضبوط بنیاد قائم کر رہا ہوتا ہے۔ اور ایسے جاہلوں پر بچوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جو انسانی فطرت کا مطالعہ کرنے کی قابلیت ہی نہیں رکھتے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے بچہ کے لئے جب وہ بہت چھوٹی عمر کا ہو اعلیٰ درجے کے درزی سے سوٹ سلوائے مگر جب وہ بڑا ہو کر سوسائٹی میں ملنے جلنے لگے تو اس کے لئے کپڑے کسی گاؤں کی درزن سے سلوائے حالانکہ چھوٹا بچہ تو جیسے بھی کپڑے پہن لے کوئی حرج نہیں ہوتا مگر بڑا ہو کر کپڑوں کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے۔ بعض پابندیاں بڑے آدمیوں کے لباس کے لئے قانون کی طرف سے ہوتی ہیں۔ بعض اصول صحت کیطرف سے اور بعض سوسائٹی کیطرف سے اور وہ ان کا خیال رکھنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ مگر کس قدر عجیب بات ہو گی کہ اس زمانے کا لباس تو کسی اناڑی کے سپرد کر دیا جائے مگر جب وہ بہت چھوٹا بچہ ہو تو اسکے لئے اعلیٰ درجہ کے درزی سے سوٹ سلوائے جائیں۔ بچپن کے زمانہ میں پہلا زمانہ وہ ہوتا ہے جب بچے کو کہانیوں کے ذریعہ دلچسپی پیدا کی جاتی ہے اور تعلیم دی جاتی ہے۔ اس زمانہ کے متعلق دنیا کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی دماغی قابلیت رکھنے والوں کے سپرد یہ کام ہونا چاہیئے۔ اور اس بات کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور اس بات کو نہایت ضروری اور مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ کہانیوں کو ایسے رنگ میں بچہ کے سامنے پیش کیا جائے کہ جس سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے۔ ایسے ایسی کہانیاں سنائی جائیں۔ جو اسکے اخلاق کو بلند، نظر کو وسیع اور اسکے اندر ہمت پیدا کرنے والی ہوں۔ اور اس کے اندر قومی ہمدردی کا مادہ پیدا کریں۔ مگر اس کے بعد کا زمانہ جو زیادہ اہم ہوتا ہے اور جو کھیل کود کا زمانہ ہے حیرت ہے کہ بنی نوع انسان نے اسکی ضرورت اور اہمیت کو محسوس ہی نہیں کیا کہ وہ بھی اسیطرح اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی نگرانی میں ہونا چاہیئے کہانیوں کے متعلق تو یہ خیال رکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اعلیٰ درجہ کے دماغوں اور فاضل لوگوں کی تیار کردہ ہوں اور ایسے رنگ کی ہوں کہ جس سے بچوں کو فائدہ پہنچے۔ مگر کھیل کے زمانہ کا کوئی خیال ہی نہیں رکھا جاتا۔ اور یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ کھیل کود بچوں کا کام ہے۔ بڑوں کا اس میں دلچسپی لینا مناسب نہیں حالانکہ اگر کھیل کود بچوں کا کام ہے تو کہانیاں بھی تو بچوں سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ پھر جب ابتدائی عمر کی کھیل یعنی کہانیوں کے متعلق احتیاط کی جاتی ہے تو کیوں بڑی عمر کی کھیل میں اس سے زیادہ احتیاط نہ برتی جائے۔ اس زمانے میں جو تعلیم دی جاتی ہے وہ بچپن کے زمانے سے بہت زیادہ اہم ہوتی ہے۔

"قومی جرم سے مراد وہ جرم ہے جس کا ضرر کسی دوسرے انسان کو پہنچ سکتا ہو۔ اور فردی جرم سے مراد وہ جرم ہے جس کا ضرر کسی دوسرے کو نہ پہنچتا ہو۔ یا کسی ایسے گذشتہ جرم کا ذکر کرنا جو خواہ اپنی ذات میں قومی جرم ہو لیکن وہ حال سے منقطع ہو چکا ہو۔ وہ بھی فردی جرم سمجھا جائے گا۔ مثلاً فرض کرو ایک شخص نے آج سے دس سال پہلے کوئی چوری کی تھی۔ اور چوری کرنا ایک قومی جرم ہے لیکن اگر کوئی شخص کسی کے دس سالہ گذشتہ چوری کے واقعہ کا ذکر کرتا ہے تو اس چوری کو قومی جرم نہیں بلکہ فردی جرم قرار دیا جائے گا ایسی صورت میں ضروری ہو گا کہ وہ دوسرے کے فعل پر پردہ ڈالے اور اس کا لوگوں میں اظہار نہ کرے۔ دس سال پہلے اگر اس نے کسی کی پنسل چرا لی تھی یا ایسی ہی کوئی چیز چرا لی تھی تو گو چوری کے لحاظ سے اس کا یہ جرم کچھ کم نہیں مگر چونکہ اس پر ایک لمبا عرصہ گذر چکا ہے اس لئے اب اس کا اظہار کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اب اس چوری کا اعلان سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انسان توجہ کرے اپنے گذشتہ قصور پر استغفار کرے اور آئندہ کے لئے یہ عہد کرے کہ وہ ایسا فعل کبھی نہیں کرے گا۔ بہرحال اتنا لمبا عرصہ گذرنے پر اس کا یہ فعل قومی جرم نہیں رہا۔ بلکہ ایک فردی جرم بن گیا ہے۔ پس ہر وہ جرم جس کا ازالہ نہیں ہو سکتا یا جس فعل کے دوبارہ ہونے کا امکان نہیں وہ فردی جرم ہے اور ہر وہ جرم جس کا ازالہ ہو سکتا ہے اور جس کا اثر قوم پر پڑتا ہے وہ قومی جرم ہے۔ پس قومی اور فردی جرائم میں جو فرق ہے وہ بار بار نوجوانوں کو بتانا چاہیئے تاکہ ایک طرف جہاں پر لوگوں میں تجسس کا مادہ پیدا نہ ہو وہاں دوسری طرف لوگوں کے اخلاق کی نگرانی ہو سکے اور معلوم ہو سکے کہ کون لوگ اخلاقی حصوں میں عمل کرنے پر سستی سے کام لے رہے ہیں۔ اگر خدام الاحمدیہ کی طرف سے اس میں اصلاح اخلاق کی کوشش کی جاتی تو میرے سامنے یہ ذکر نہ آتا کہ قادیان میں مخفی طور پر بعض لوگ گراں قیمت پر اشیاء فروخت کر رہے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ قادیان میں ایسا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا لیکن اگر ہوتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ خدام الاحمدیہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں بالکل ناکام رہے ہیں ان کے نمائندے ہر محلے میں موجود ہیں۔ ہر گھر میں موجود ہیں۔ اور وہ اگر چاہتے تو اس نقص کا آسانی کے ساتھ ازالہ کر سکتے تھے لیکن چونکہ انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ذمہ داری خدام الاحمدیہ کے کارکنوں پر عائد ہوتی ہے کہ انہوں نے یہ باتیں بار بار اپنے نمائندوں کے سامنے نہیں رکھیں ورنہ اس سستی اور غفلت کا ان کی طرف سے مظاہرہ نہ ہوتا۔"

"میں نے دیکھا ہے بعض بچے چھوٹی عمر کے ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ ذہین ہوتے ہیں اور دین کی باتوں کو سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کا طبعی طور پر دوسرے بچوں پر نمایاں اثر ہوتا ہے۔ اور وہ بھی اس رنگ کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ رنگ ان کو خوبصورت دکھائی دیتا ہے اور وہ باتیں ان کو جاذبیت رکھنے والی معلوم ہوتی ہیں۔ ہمارا ایک عزیز بچہ ہے تین چار سال اس کی عمر ہے مگر ذہین اور ہوشیار ہے۔ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ باہر گیا ہوا ہے جس گھر میں وہ ٹھہرے ہوئے ہیں اس گھر کے بچوں پر اتنا اثر ہوا کہ انہی میں سے ایک لڑکے نے مجھے خط لکھا کہ آپ اپنے فلاں بچہ کو اجازت دیں کہ وہ ہمارے ساتھ مل کر ایک دفعہ میوزیکل کنسرٹ دیکھے۔ مگر وہ مانا نہیں اس نے کہا ہے کہ ہم ایسی چیزیں نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ ہمیں ایسی چیزیں دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ مجھے اس کی باتیں سن کر احمدیت کے متعلق رغبت پیدا ہو گئی ہے۔ وہ بھی ایک چھوٹا بچہ ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے عزیز کی طرح وہ بھی ذہین ہے اور بات کو بہت جلدی سمجھ جاتا ہے پس ایک چھوٹی عمر کے بچے کا دوسرے سے یہ کہنا کہ ہم میوزیکل کنسرٹ میں شامل نہیں ہو سکتے کیونکہ ہمیں ان چیزوں کے دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور پھر دوسرے لڑکے کا میری طرف خط لکھنا کہ اسے ایک دفعہ اجازت دیجئے کہ وہ میوزیکل کانسرٹ دیکھ لے بتاتا

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے والد بزرگوار حضرت مرزا غلام مرتضیٰ ایک بلند حوصلہ، پُر عزم اور غریب پرور شخصیت تھے۔ آپ کے والد مرزا عطا محمد کی وفات غریب الوطنی میں ہوئی مگر آپ تمام مشکلات اور روکوں کے باوجود انہیں قادیان لا کر دفن کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت مرزا غلام مرتضیٰ کی نمایاں خوبیوں میں فن طبابت میں آپ کی مہارت و حذاقت ہے مگر آپ نے کبھی اس فن کو اپنا ذریعہ معاش نہ بنایا بلکہ آپ کی سوانح حیات سے پتہ چلتا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی غریب و نادار مریض آتا تو آپ اس کی طرف پوری اور فوری توجہ فرماتے مفت علاج کرنے کے علاوہ اس کی خوراک وغیرہ کے لئے حسب ضرورت اپنے پاس سے مدد فرماتے اور دیکھنے کے لئے کسی دوسرے گاؤں بھی جانا پڑتا تو بے تکلف چلے جاتے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی نے اپنی ایک کتاب میں یہ دلچسپ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ قادیان میں خاکروبوں کے محلّہ میں ہیضہ پھوٹ پڑا۔ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ ان دنوں بٹالہ (قادیان سے قریباً پندرہ کلو میٹر کے فاصلہ پر ایک شہر) گئے ہوئے تھے۔ یہ اطلاع ملنے پر فوراً قادیان آگئے اور ان کے محلہ کے پاس ہی ٹھہر گئے اور قادیان کے عطاروں کو بعض ادویہ لانے کا حکم دیا اور بڑی تعداد میں مٹی کے گھڑوں میں دوائیاں تیار کر کے اس محلہ کی ساری آبادی کو دوائی استعمال کروائی اور اس طرح ایک دن میں اس موذی مرض کا خاتمہ کر دیا۔

اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ سکھوں کے حکمران خاندان کا ایک فرد بیمار ہوا۔ ادھر ادھر سے علاج کروانے کے باوجود کوئی افاقہ نہ ہوا تو حضرت مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا اور آپ نے اس کا علاج کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے جلد مکمل آرام ہو گیا جس پر اس نے خوش ہو کر آپ کی آبائی ریاست میں سے بعض گاؤں بطور انعام واپس دینے کی پیشکش کی مگر آپ نے اسے اپنی خاندانی نجابت و شرافت کے خلاف سمجھا کہ اس طرح علاج کے معاوضہ کے طور پر کوئی فائدہ حاصل کیا جاوے۔ اس واقعہ کی عظمت میں اس وجہ سے بہت اضافہ ہو جاتا ہے کہ یہ وہی جائیداد تھی جس کے حصول کے لئے انہوں نے مدت العمر کوشش کی تھی اور اس پر زر کثیر خرچ کیا تھا حضرت مرزا غلام مرتضیٰ شاعرانہ مذاق رکھتے تھے اور اردو و فارسی زبان میں شعر کہتے تھے افسوس کہ ان کا کلام محفوظ نہ ہو سکا۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے اسے مرتب کر کے شائع کروانے کی کوشش کی تھی مگر اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔

آپ کے حالات میں بیان ہوا ہے کہ ایک دفعہ ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے آپ کے بڑے بیٹے مرزا غلام قادر کو معطل کر دیا۔ اور بعد میں حضرت مرزا صاحب سے ملاقات پر خود ہی بتانے لگا کہ میں نے آپ کے بیٹے کو معطل کر دیا ہے اس پر حضرت مرزا صاحب نے بجائے کوئی سفارش کرنے یا عذر پیش کرنے کے فرمایا

"اگر قصور ثابت ہے تو اسے سخت سزا دینی چاہیئے کہ آئندہ شریف زادے ایسا قصور نہ کریں۔"

آپ کی اس جراءت اور جذبہ کا حاکم کے دل پر بہت اثر ہوا اور اسے یہ کہنا پڑا کہ "جس کا باپ ایسا ادب دینے والا ہو اسے کسی سزا دینے کی ضرورت نہیں۔"

آپ کی طبیعت میں عزت نفس اور خودداری کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا تھا ایک دفعہ کسی گفتگو کے دوران علاقہ کے کمشنر نے آپ سے پوچھا کہ قادیان سے سری گوبندپور کتنی دور ہے۔ اس پر مرزا صاحب نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ "میں ہرکارہ نہیں ہوں"۔ آپ کی ان خوبیوں کی وجہ سے حکام آپ کو بہت عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور آپ کی باتوں کی بہت قدر کرتے تھے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے والد بزرگوار کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"..... میری عمر قریباً چونتیس پینتیس برس کی ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا۔ مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا تھا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے اور میں اس وقت لاہور میں تھا جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب میں جلدی سے قادیان پہنچا اور انہیں مرض زحیر میں مبتلا پایا لیکن یہ امید ہرگز نہ تھی کہ وہ دوسرے دن میرے آنے سے فوت ہو جاویں گے کیونکہ مرض کی شدت کم ہو گئی تھی ..... دوسرے دن شدت دوپہر کے وقت ہم سب عزیز ان کی خدمت میں حاضر تھے کہ مرزا صاحب نے مہربانی سے مجھے فرمایا کہ اس وقت تم ذرا آرام کر لو۔ کیونکہ جون کا مہینہ تھا اور گرمی سخت پڑتی تھی۔ میں آرام کے لئے ایک چوبارہ میں چلا گیا اور ایک نوکر پاؤں دبانے لگا ...... اور مجھے سمجھایا گیا کہ ..... آج ہی تمہارا والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہو جائے گا۔"

یادِ رفتگان ــــــ فضل الرحمٰن بسمل

محترمہ غلام بی صاحبہ

ہماری والدہ غلام بی صاحبہ کا آبائی مکان بھیرہ محلہ حکیماں والا میں حضرت حکیم فضل دین صاحب کی ہمسائیگی میں تھا قریب ہی حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا مکان تھا۔ بچپن میں ہی والدہ صاحبہ کو پاکیزہ ماحول میسر آیا اور انہوں نے اچھی تربیت پائی ۱۹۰۲ء میں ان کی شادی ہمارے والد میاں عبدالرحمٰن صاحب سے ہوئی۔ والد صاحب نے ۱۸۹۸ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دستِ مبارک پر احمدیت قبول کی تھی۔ والدہ صاحبہ نے شادی کے فوراً بعد اپنی مرضی سے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ہمارا آبائی مکان حضرت مولوی نورالدین صاحب کے آبائی مکان کے قریب تھا دونوں خاندانوں میں اچھے تعلقات تھے چنانچہ حضرت مولوی نورالدین صاحب (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کی حقیقی بھتیجی خدیجہ بی ہمارے والد صاحب کی دودھ بہن بنیں۔ آگے ان کی ایک بیٹی میرے چھوٹے بھائی کی دودھ بہن بنیں۔ ان تعلقات کی بناء پر ۱۹۱۲ء میں ہمارا سارا کنبہ جب قادیان جلسہ سالانہ پر گیا تو ہمیں حضرت مولوی نورالدین صاحب امام جماعت احمدیہ اول (اللہ ان سے راضی ہو) کے گھر رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

ہماری والدہ صاحبہ نے اپنی اولاد کی بڑی اچھی تربیت کی اپنی گود میں بٹھا کر ہمیں نماز کے الفاظ یاد کرائے۔ اور نماز پڑھنے کا طریقہ اور نمازوں کے اوقات بتائے ہوش سنبھالنے پر ہمیں بیت النور میں نماز باجماعت کے لئے بھیجا کرتی تھیں۔ میں دوسری جماعت میں پڑھتا تھا سردیوں میں والدہ صاحبہ تاکید کرتی تھیں کہ چھٹی لے کر جلدی گھر آنا تاکہ نہا دھو کر نماز جمعہ کے لئے جا سکو۔ ایک دفعہ میں نے جب اپنے استاد صاحب سے چھٹی مانگی تو انہوں نے دیگر استادوں کو بلا کر بتایا کہ دیکھو کتنی اچھی بات ہے اس عمر میں بھی نماز کا کتنا خیال ہے۔ سب کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے والدہ صاحبہ خانہ داری کے امور انجام دینے کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی بھی کرتی رہتی تھیں "ہاتھ میں کام دل میں خدا کا نام"۔ والدمعاملہ تھا والد صاحب میاں عبدالرحمٰن صاحب (اللہ ان سے راضی ہو) نے ۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۲ء میں صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی (اللہ ان سے راضی ہو) کو رمضان شریف میں قرآن مجید سنانے کے لئے قادیان سے بھیرہ بلوایا۔ دن کے وقت حافظ صاحب موصوف ہمارے گھر کے قریب بیٹھ کر مستورات میں وعظ فرماتے تھے والدہ صاحبہ اور دوسری ہم عمر عورتوں نے ان سے خوب استفادہ کیا۔

ایک سال حضرت حافظ صاحب اپنی اہلیہ صاحبہ کو بھی ساتھ لائے تھے بی بی صاحبہ مستورات کو نماز باجماعت پڑھاتی تھیں والدہ صاحبہ نہ صرف خود شامل ہوتی تھیں بلکہ بڑے شوق سے جملہ انتظامات بھی کرتی تھیں۔

ہمارے والد صاحب مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اگرچہ زیادہ وسعت نہ تھی اس لئے والدہ صاحبہ گھر کا انتظام بڑی سلیقہ شعاری سے چلاتی تھیں۔

والدہ صاحبہ نے ۱۹۲۴ء میں مختصر

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثناء اللہ بلتستانی ——— پروفیسر میاں محمد افضل

تعلیم سے بغاوت کیوں؟

آجکل بہت سے پروفیسر حضرات، ماہرین تعلیم تعلیم کے معیار، نصاب اور دیگر تعلیمی مسائل پر غور کر رہے ہیں۔

لیکن ایک نہایت ہی نازک مسئلہ یہ کہ طلباء تعلیم سے بغاوت کیوں کرتے ہیں؟ تعلیم سے اُن کا دل کیوں اُچاٹ ہو جاتا ہے؟ کیوں تعلیم سے دل برداشتہ ہو جاتے ہیں؟ اور کیوں تعلیم چھوڑتے ہیں؟ اس پر کوئی غور نہیں کر رہا ہے۔

بہت سے طلباء کا تعلیمی معیار کالج میں پہنچ کر گرتا چلا جاتا ہے۔ اس کی چند وجوہات یہ ہیں:۔

بہت سے طلباء کو مضامین منتخب کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ خود کچھ اور سوچ رہا ہوتا ہے۔ اور دوستوں عزیزوں سے کچھ اور مشورے مل رہے ہوتے ہیں والدین کی کچھ اور خواہشات ہوتی ہیں۔

اس طرح وہ طلباء تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں اور کوئی بھی فیصلہ نہیں کر پاتے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

مَیں نے کچھ ایسے ہی پریشان حال طلباء سے بات کی تو انہوں نے اپنا مسئلہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم انجینئرنگ کی طرف راغب تھے لیکن والدین نے کہا کہ "نہیں بیٹا تم نے ڈاکٹر بننا ہے" بعض کسی اور لائن کی طرف راغب تھے کہ والدین نے کسی اور لائن پر ڈال دیا یوں وہ طلباء صحیح طور پر پڑھائی میں نہ چل سکے۔ اور دن بدن اُن کا تعلیمی معیار گرتا چلا گیا۔

اس لئے ضروری ہے کہ طلباء کی تعلیمی لائن منتخب کرتے ہوئے یہ دیکھا جائے کہ اُن کا ذہن کس طرف مائل ہے؟

یوں اپنے پسند کے مضامین رکھ کر ایک طالب علم زیادہ دلچسپی اور محنت سے پڑھ سکتا ہے۔ کیونکہ ہر بچہ فطرتی طور پر تو ذہین ہوتا ہے۔ لیکن والدین کی توجہ یا عدم توجہ اور ماحول اُس کو اچھا یا بُرا بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ والدین اس طرف خصوصی توجہ دیں۔

ایک اور افسوسناک بات یہ ہے کہ اکثر طلباء صرف کالج میں آزادی کے غلط تصور سے تعلیمی معیار کھو بیٹھتے ہیں۔ اور یوں تعلیم سے دُور ہوتے چلے جاتے ہیں۔

ایسے طلباء کالج میں اسی آزادی کے خیال میں اکثر پیریڈز سے غیر حاضر رہتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ ہم بہت اچھا کر رہے ہیں۔ اور دوسروں کو فخر سے بتاتے ہیں کہ آج ہم نے اتنے پیریڈز نہیں پڑھے۔ حالانکہ اس میں اُن کا اپنا نقصان ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے والدین، اپنی قوم و ملک اور اپنے آپ سے زیادتی کر رہے ہوتے ہیں۔ اور خداداد صلاحیتوں کے بیش بہا خزانے کی خیانت کے مرتکب بھی ہوتے ہیں۔

اس لئے اُن طلباء کو اپنے ذہن سے یہ بات بالکل نکال دینی چاہیئے کہ کالج میں زیادہ آزادی ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ بلکہ کالج میں جانے کے بعد اُن کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ انہیں یہ سوچنا چاہیئے کہ ہمارے وطن کا مستقبل اب انہی کے ہاتھوں میں ہے۔ اگر چاہیں تو قائداعظمؒ کی انتھک محنتوں اور علامہ اقبال کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کریں۔

مکرم نسیم سیفی صاحب کے توسط سے ثناء اللہ بلتستانی کا مضمون دیکھنے کا موقعہ ملا۔ صاحب مضمون نے نوجوانوں کی پڑھائی میں عدم دلچسپی کا نہایت عمدہ تجزیہ کیا ہے لیکن اس موضوع پر کچھ مزید بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کے چند اور باتیں عرض کی جا رہی ہیں۔

انتخابِ مضامین اگر طبعی رجحان کو نظر انداز کر کے کیا جائے تو یہ ناکامی کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ خاکسار نے اپنے ایک مضمون "تعلیمی دَور کے دو اہم مراحل" (الفضل ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۹ء) میں عرض کیا تھا ناکامی کے نتیجہ میں طالب علم عدم اعتماد کا شکار ہو کے اپنے مستقبل کو تاریک بنا سکتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ کالجوں میں (چونکہ کالج کا مرحلہ تعلیمی دَور کا اہم ترین مرحلہ ہوتا ہے) اکیڈیمک گائیڈنس بیورو (تعلیمی راہنمائی کے ادارے) تشکیل دیئے جائیں جو طالب علم کے طبعی رجحان کو متعلقہ ٹسٹ اور انٹرویو کے نتیجہ میں جانچ کر صحیح راہنمائی کر سکیں۔ اس بروقت اور صحیح راہنمائی کے نتیجہ میں طالب علم امتحان کی ناکامیوں (جو کئی ایک کو سخت دل برداشتہ کر دیتی ہیں) سے بچ سکے گا۔ اُس کی خود اعتمادی کو ٹھیس نہیں پہنچے گی اور وہ کتاب سے اپنا رشتہ قائم رکھنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

دراصل آج کے تعلیمی ماحول میں جو بات نمایاں نظر آ رہی ہے وہ ہے کتاب سے قطع تعلق ہونا۔ اس ترکِ تعلق کی بے شمار وجوہات ہیں ان میں سے دو کا تو بلتستانی صاحب کے مضمون میں ذکر ہو چکا ہے دو تین اور تحریر کر دی جاتی ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ نظامِ امتحان طالب علم کی کتاب سے دُوری کا باعث بن رہا ہے تو یہ شاید ایک چونکا دینے والی بات ہوگی۔ کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ امتحان میں تو ایسا عمل ہے جس کے لئے ایک کھلنڈرا اور نکما طالب علم بھی اپنی فراموش شدہ کتاب پھر سے تھام لیتا ہے اور کچھ عرصہ کے لئے اُس کی ورق گردانی میں مصروف ہو جاتا ہے۔ یہ بالکل بجا۔ لیکن امتحانوں کو ہم نے اپنے اُوپر کچھ اس انداز سے مسلط کر لیا ہے کہ یہی ہمارے منتہا، مقصود اور ہماری منزل ہیں۔ طالب علم کے سامنے بس ایک ہی مقصد ہے یعنی امتحان پاس کرنا لیکن اس کے لئے آج کے دور میں نئی "امتحانی سہولیات" میسر ہیں تو کتاب پڑھنا کوئی ضروری نہیں رہا۔ اگر آپ کے پاس تھوڑی سی عقل بھی ہے اور عقل کے اسباب بھی مہیا ہیں تو کتاب پہ سر کھپاتے کا کیا فائدہ۔ اگر "قبضہ گروپ" کی نوازشات سے متمتع ہونا ممکن ہے تو پھر غم کس بات کا۔ کتاب کی ورق گردانی کی کیوں تکلیف کی جائے۔ یا اگر بعد از امتحان کی تگ و دو کے سامان میسر ہیں تو کتاب سے رشتہ رکھنا کیا ضروری ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ چند لوگ ان "سہولیات" سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور پھر خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اس مہم کی کامیابی کی خوشکن خبر دوسرے طالب علموں کو کتاب پھینکنے پر اکساتی ہے اور وہ بجائے کتاب پہ محنت کرنے کے امتحانوں کے اس انوکھے پروگراموں کو ترتیب دینے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ امر ہے تو سخت افسوسناک مگر ہے حقیقت۔ یقیناً ایسے نظامِ امتحان کی اصلاح ہونی چاہیئے اور اس کے متعلق راقم پہلے کچھ عرض کر چکا ہے۔
("کیا نظامِ امتحان کی اصلاح ممکن ہے" الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۹۱ء)

کالج کا دَور یا بلوغت کا دَور تو جوانوں کے لئے ایک مشکل دَور ہوتا ہے۔ جوانی کی امنگیں دُنیا کی رعنائیاں انہیں کشاں کشاں اور ہی سمت لے جاتی ہیں اور اگر قدغن بھی نہ رہے تو نوجوان جلد ہی سب حد بندیاں پھلانگ سکتے ہیں اور جب ایک کتاب سے محبت کرنے والا طالب علم اس دور میں داخل ہو کر غلط سوسائٹی کے زیرِ اثر ایک ایسی دُنیا کا انکشاف کرتا ہے جس میں چکا چوند ہے۔ دلفریبی ہے۔ تو وہ بھٹک جاتا ہے اور اس گم کردہ راہ طالب علم کا نئی دوستیوں کے نتیجہ میں کتاب سے دوستی کا رشتہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ حالات کے دھارے پہ بہتا ہوا کہیں دُور نکل جاتا ہے۔ اگر وہ ان حملوں سے محفوظ رہے تو کبھی ٹیلی ویژن اور ایسی دوسری دلچسپیاں اس کا اتنا وقت لے لیتی ہیں کہ اس کی کتاب سے ملاقات محض ادھوری رہ جاتی ہے۔

کسی مضمون میں ذوق و شوق ابھارنے میں جہاں استاد کو دخل ہے وہاں استاد رغبت میں کمی کروانے کا بھی موجب ہو سکتا ہے۔ یا تو وہ اپنی نااہلی کے باعث دلچسپی پیدا کرنے میں ناکام ہوتا ہے یا وہ دانستہ یا نادانستہ ایسی حرکات کر بیٹھتا ہے جو طالب علم کے ذہن میں نفرت کے بیج بھی بو سکتی ہیں۔ مثلاً سوال کا جواب نہ ملنے پر طالب علم کو طنز، تمسخر اور تضحیک کا نشانہ بنانا۔ ایسے میں جب طالب علم کی عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچتی ہے تو وہ نہ صرف استاد سے بغاوت کر بیٹھتا ہے بلکہ اُس مضمون سے بھی متنفر ہو سکتا ہے۔ اور جب یہ عدم اُس کے تحت الشعور میں جاگزیں ہو جائے تو پھر وہ مشکل سے ہی اُس مضمون کی طرف راغب ہوتا ہے۔ نتیجتاً امتحان میں اُس کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔

الغرض طلباء کا کتاب سے تعلق کئی وجوہ کی بناء پہ کمزور پڑ جاتا ہے یا یہ رشتہ ٹوٹ ہی جاتا ہے۔ اس لئے جہاں نظامِ امتحان میں اصلاح کی ضرورت ہے وہاں اساتذہ کی اعانت کی بھی ضرورت ہے تا وہ ان امور کا خصوصی طور پہ خیال رکھیں جن کی نشاندہی کی گئی ہے

(پروفیسر میاں محمد افضل)

مقابلہ مقالہ نویسی اطفال الاحمدیہ مجلس

اطفال الاحمدیہ شعبہ اشاعت کی طرف سے اس سال جو مقابلہ مقالہ نویسی منعقد کیا جا رہا ہے اس کے لئے عنوان درج ذیل مقرر کیا گیا ہے۔

"سیرت حضرت فضل عمرؓ" تمام ناظمین اطفال سے گذارش ہے کہ ابھی سے یہ مقالہ لکھوانے کے لئے اطفال کی مدد کریں۔ یاد رہے کہ مرکز میں مقالے کے پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ اگست ۱۹۹۱ء ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواستِ دعا:- مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب گجر موضع چھنیاں کی اہلیہ لمبے عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔

○ مکرم سید ادریس احمد صاحب عاجز پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور صحت بھی گر رہی ہے۔

○ محترمہ سعیدہ احسن صاحبہ کی ہمشیرہ رشیدہ اختر اہلیہ عبدالرشید درویش آف گوجرانوالہ حال جرمنی بہت بیمار ہیں۔ ۲۸ فروری کو پیٹ کا اپریشن متوقع ہے۔

○ عزیز محمد شاہ جہاں ابن مکرم ملک جہانگیر محمد جوئیہ صاحب ایڈووکیٹ۔ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع خوشاب پیدائشی طور پر دل کا مریض ہے۔ آج کل عزیز کی حالت تشویشناک ہے

○ مکرم سعید احمد صاحب ولد محمد رمضان صاحب کا ہرنیا کا اپریشن میو ہسپتال لاہور میں مورخہ ۴ فروری ۹۱ء کو ہوا ہے۔ کمزوری بہت ہے۔

○ مکرم عبدالقدیر صاحب جاوید (ریٹائرڈ) کراچی میں بیمار ہیں

○ مکرم منشی مبشر احمد صاحب دارالرحمت شرقی کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔

○ ——— عزیزہ محمد عثمان قمر ولد چوہدری محمد عمر قمر صاحب دارالعلوم غربی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ پہلے بغیر سریا کے جوڑنے کی کوشش کی گئی قریباً دو ماہ تک بظاہر جڑی رہی مگر پھر اچانک دوبارہ ٹوٹ گئی ہے اب دوبارہ سریا ڈالا گیا ہے۔

احباب ان سب کی صحت و سلامتی اور درازئ عمر کے لئے دعائیں کریں۔

اعلان نکاح:- مکرم ملک عبدالعزیز خان رافع ابن مکرم ملک عبداللہ خان صاحب ڈسکہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ نائلہ طلعت صاحبہ بنت مکرم ملک عبدالقادر خان صاحب آف لاہور کینٹ کے ساتھ مورخہ ۳۱ جنوری ۹۱ء بعوض پچیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مسعود احمد باجوہ مربی سلسلہ لاہور کینٹ نے پڑھا عزیز ملک عبدالعزیز خان رافع اور عزیزہ نائلہ طلعت دونوں مکرم شیخ محمد دین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پوتا اور پوتی ہیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے۔

تقریب شادی

محترمہ سلمیٰ ناہید ملک صاحبہ بنت مکرم نسیم احمد ملک صاحب معلم کوئٹہ کی شادی مکرم خالد یٰسین صاحب پسر محمد یٰسین صاحب ماڈل کالونی کراچی سے ہوئی۔ ان کے نکاح کا اعلان رشید احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ نے مورخہ ۹ فروری ۹۱ء کو بعوض پچاس ہزار روپے حق مہر کیا۔ عزیزہ سلمیٰ خالد حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب کی بیٹی کی پوتی ہیں۔ مورخہ ۱۱ فروری کو ماڈل کالونی میں دعوت ولیمہ کی تقریب منعقد ہوئی جسمیں محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیرِ جماعت کراچی نے بھی شمولیت فرمائی۔

احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے۔

ولادت:- مکرم منیر الدین احمد صاحب ابن مکرم جمال الدین احمد صاحب ایجنٹ الفضل جھنگ صدر کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۶ فروری ۹۱ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریکِ وقفِ نو میں شامل ہے۔

○ مکرم ملک جناح الدین صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر ابن مکرم ملک فتح محمد صاحب اور محترمہ نصرت جہاں صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۸ دسمبر ۹۰ء بروز جمعۃ المبارک کو بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی وقف نو تحریک میں شامل ہے۔ حضورِ انور نے بچی کا نام "گیتی آرا" عطا فرمایا ہے

احباب ان بچوں کی درازئ عمر اور خادمِ دین ہونے نیک اور صالح ہونے کی دعا کریں

سانحہ ارتحال:- مکرم شریف احمد صاحب ابن مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب امرتسری گلبرگ لاہور کی اہلیہ محترمہ بعارضہ کینسر ایک لمبی علالت کے بعد مورخہ ۱۸ جنوری ۹۱ء کو وفات پاگئیں۔

○ ——— مکرم چوہدری فتح الدین صاحب ۹۳/۴ ضلع اوکاڑہ مورخہ ۱۶ جنوری ۹۱ء بروز بدھ بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ موصوف موصی تھے۔ تدفین ۱۷ جنوری کو بعد از نماز مغرب بہشتی مقبرہ میں ہوئی

احباب ان کے بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

نمایاں کامیابی:- رانا حبیب اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت پسرور ضلع سیالکوٹ کے بیٹے عزیز فرید الدین عطار نے پانچویں کلاس کے سالانہ امتحان میں پسرور کے تمام سکولوں میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے اور بیٹی مدیحہ فاطمہ حبیب نے دوسری کلاس کے سالانہ امتحان میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیز ہدایت الدین عطار اور اُنکے ماموں زاد بھائی ذیشان الوری نے بھی اپنی اپنی کلاس میں نمایاں پوزیشن حاصل کر کے حوصلہ افزائی کا انعام حاصل کیا ہے

○ مکرم چوہدری محمد امجد جمیل صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد فیصل آباد کی بیٹی عزیزہ سارہ سحر متعلمہ فیصل آباد گرامر سکول کو متواتر تین سال اپنی کلاس میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے کی بناء پر سکول کی طرف سے گولڈ میڈل عطا ہوا ہے۔ عزیزہ نے امسال چوتھی مرتبہ پھر اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

مکرم چوہدری صاحب موصوف کا بیٹا عزیز ذکریا طارق بھی جو اسی سکول میں پانچویں کا طالب علم ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ تین سال سے اوّل پوزیشن حاصل کر رہا ہے اور سکول کی طرف سے ٹیلنٹ سکالرشپ کا حقدار قرار پایا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابیاں مبارک کرے اور انہیں مستقبل میں مزید ترقیات عطا فرمائے اور تمام احمدی طلباء اور طالبات کو ہمیشہ اعلیٰ کامیابیوں سے سرفراز فرماتا چلا جائے۔

تبدیلی نام:- میری بہو شاہدہ نسرین اہلیہ منظور احمد نے اپنا نام تبدیل کر کے شاہدہ پروین رکھ لیا ہے۔ اسلئے آئندہ اسے اس نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

عبدالسلام کوٹ احمدیاں
ضلع بدین

پتہ درکار ہے:- محترمہ امتہ الرشید صاحبہ وصیت ۲۴۳۳۳ بیوہ محمد شریف صاحب سابق ساکن ۹/۴۶ دارالرحمت وسطی ربوہ کا موجودہ پتہ درکار ہے۔ اگر موصیہ خود یہ اعلان پڑھے یا کسی دوست کو انکے موجودہ پتہ کا علم ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

اعلان دارالقضاء:- محترمہ بشریٰ وہاب صاحبہ بیوہ مکرم عبدالوہاب خان صاحب سکنہ ۹/۱ دارالرحمت ربوہ نے درخواست دی ہے کہ اُنکے خاوند وفات پاگئے ہیں لہٰذا اُن کا پلاٹ ۹/۱ دارالرحمت ربوہ مندرجہ ذیل ورثاء کے نام منتقل کیا جانے کا فیصلہ کیا جائے۔

۱:- محترمہ بشریٰ وہاب صاحبہ (اہلیہ)
۲:- محترم زبیر گل خان صاحب (بیٹا)
۳:- محترمہ سمیرا وہاب صاحبہ (بیٹی)
۴:- محترمہ ماریہ کنول صاحبہ (-//-)

لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

بقیہ: صد ۳ سے آگے

ہے کہ بچوں میں یہ قابلیت پائی جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو سنبھال سکیں اور نوجوانوں میں بھی یہ قابلیت پائی جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو سنبھال سکیں۔ اور بوڑھوں میں یہ قابلیت پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے تجربہ اور علم اور اپنی عقل سے دوسروں کی راہنمائی کر سکیں۔ مگر یہ فرض اپنی پوری خوش اسلوبی سے اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہماری جماعت کے تمام نوجوان، تمام بوڑھے اور تمام بچے اپنی اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں کر لیتے۔ ہماری جماعت کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ ہم نے تمام دُنیا کی اصلاح کرنی ہے تمام دُنیا کو اللہ تعالیٰ کے آستانے پر جھکانا ہے۔"

بقیہ: صد ۴ سے آگے

علالت کے بعد وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۸۵ سال کے قریب تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے قرب میں ان کے درجات بلند فرماتا رہے اور ان کا نیک ذکر ہمیشہ جاری رکھے۔

ذیابیطس

○ ذیابیطس میں پرہیز علاج سے زیادہ اہم ہے۔

○ تھکن محسوس ہونا۔ پیاس لگنا۔ پیشاب زیادہ آنا ذیابیطس کی علامات ہیں۔

○ ذیابیطس لبلبے کی خرابی اور انسولین کی کمی کے باعث لاحق ہوتی ہے۔

○ ذیابیطس دل۔ گردوں آنکھوں اور اعصابی بیماریوں کا باعث بھی بنتی ہے۔

○ خوراک، ورزش، نماز، وزن میں کمی۔ سگریٹ نوشی سے اجتناب علاج میں معاون ہو سکتی ہے۔

○ ذیابیطس کے مریض ضروری معلومات کا کارڈ ہر وقت جیب میں رکھیں۔

چندہ کی شرح میں تبدیلی آئندہ سے اطفال کے چندہ کی شرح میں تبدیلی کی گئی ہے نئی شرح کے مطابق چندہ مجلس ماہانہ پچاس (۵۰) پیسے اور چندہ اجتماع دو روپے سالانہ ہوگا۔ تمام ناظمین اطفال سے گذارش ہے کہ آئندہ سے مندرجہ بالا شرح کے مطابق چندہ کی وصولی کی جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر مفصل تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز۔ربوہ

مسل نمبر ۲۷۹۲۶ میں سید طارق محمود ولد سید محمود احمد صاحب قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۔۲/۲۳ ماڈل کالونی کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۹۰/۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔العبد۔سید طارق محمود ۲۔۲/۲۳ ماڈل کالونی کراچی۔گواہ شد نمبر۱ نصیر احمد ابن بشیر احمد ۴۳/۲۳ ماڈل کالونی کراچی۔گواہ شد نمبر۲ طاہر محمود ابن غلام رسول عابد صاحب۔

مسل نمبر ۲۷۹۲۷ میں شاہدہ رفعت بنت رانا عبدالماجد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۰/۱۲ دارالعلوم غربی الف ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹۰/۷/۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی. اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں۔اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔الامتہ۔شاہدہ رفعت بنت رانا عبدالماجد صاحب ۱۰/۱۲ دارالعلوم غربی ربوہ۔گواہ شد نمبر۱ رانا عبدالماجد خان والد موصیہ۔گواہ شد نمبر۲ ملک محمد اعظم زعیم انصاراللہ دارالعلوم غربی ربوہ

مسل نمبر ۲۷۹۲۸ میں بشریٰ نعیم زوجہ نعیم احمد صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۳۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالعلوم وسطی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۲/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) حق مہر ۶۰۰۰/- روپے (۲) زیورات طلائی ۶۵ گرام مالیتی ۲۰۱۵۰/- روپے۔اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔الامتہ۔بشریٰ نعیم دارالعلوم وسطی ربوہ۔گواہ شد نمبر۱ عبداللطیف خان وصیت نمبر ۱۷۲۱۹۔گواہ شد نمبر۲۔غلام مصطفےٰ خان سیکرٹری مال دارالعلوم وسطی۔

مسل نمبر ۲۷۹۲۹ میں چوہدری خدا بخش ولد چوہدری اللہ دتہ صاحب قوم جٹ گورایہ پیشہ زمیندارہ عمر ۶۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بڈھا گورایہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶/۱۰/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔(۱) ترکہ والدین ½۷ ایکڑ زرعی اراضی (۲) ½۷ ایکڑ زرعی اراضی خود خرید (۳) ½۱۲ ایکڑ زرعی زمین بارانی واقع لیہ (۴) رہائشی پلاٹ ترکہ والدین ۹ مرلہ بڈھا گورایہ ضلع سیالکوٹ اس وقت مجھے بصورت ٹھیکہ اراضی مبلغ ۷۵۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔العبد خدا بخش ولد چوہدری اللہ دتہ بڈھا گورایہ ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر۱ رفیق احمد بٹ موضع سیال ضلع سیالکوٹ۔گواہ شد نمبر۲۔ڈاکٹر محمد علی ولد اللہ دتہ موسے والا ضلع سیالکوٹ

مسل نمبر ۲۷۹۳۰ میں عائشہ بیگم زوجہ چوہدری خدا بخش صاحب قوم جٹ چیمہ پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بڈھا گورایہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶/۱۰/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔حق مہر بصورت ۵ تولہ زیور طلائی مالیتی ۱۵۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔الامتہ۔عائشہ بیگم زوجہ چوہدری خدا بخش صاحب بڈھا گورایہ ضلع سیالکوٹ۔گواہ شد نمبر۱ چوہدری خدا بخش مسل نمبر ۲۷۹۲۹ خاوند موصیہ گواہ شد نمبر۲۔چوہدری سلطان احمد وصیت نمبر ۲۲۹۵۱۔

بقیہ: صـ۱ سے آگے

ہی لمحات کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے۔خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے، اس کی طرف جھکتے ہوئے، غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے، ندامت سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ عاجزانہ اس سے مغفرت چاہتے ہوئے زندگی گذارنا، اس کا نام ہے توبہ۔اس کی دو شاخیں ہیں آگے۔عقیدۃً اور عملاً۔دونوں اس میں شامل ہیں۔یعنی خدا تعالیٰ کا عرفان رکھنا اور اس کی عظمتوں اور اس کے نور کو اس کے حسن کو سمجھتے ہوئے اور شناخت کرتے ہوئے اور اس سے دوری کے مضرات کو اور برائیوں کو جانتے ہوئے ان سے بچنے کی کوشش کرنا۔یہ عقیدہ توبہ ہے یعنی آدمی کا یہ عقیدہ ہو کہ اگر مَیں خدا سے کٹ گیا اور توبہ کا تعلق میرا اس سے نہ ہُوا تو مَیں ہلاک ہوگیا۔لیکن (دین حق) محض فلسفہ نہیں حقیقی فلسفہ دین الحق ہی ہے۔اس میں شک نہیں۔لیکن دین حق محض فلسفہ نہیں یہ تو ہماری زندگی کا ایک حسین لائحہ عمل ہے جو ہمیں بتایا گیا۔جس پر چل کر ہماری زندگی خدا تعالیٰ کے نور سے منور ہوتی اور اس کے حسن سے حسن حاصل کرتی ہے۔تو فرمایا۔جو حکم ہے (اپنے نفسوں کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ) اس کا طریق تمہیں بتاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہر آن خالص طور پر کاملتہً رجوع کرتے رہو۔اسی کا نتیجہ نکلے گا۔اس مخلصانہ توبہ کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو تمہاری بدیاں ہیں ان کو وہ مٹا دے گا۔توبہ کے نتیجے میں تمہاری بدیوں کو وہ مٹاتا جائے گا تمہاری زندگی میں۔انسان ضعیف ہے غلطی کر جاتا ہے اس لئے ہر آن اپنے خدا کی طرف رجوع کر کے اس کے حضور توبہ کرنی چاہیئے اور ہر آن خدا کے فضل کو حاصل کر کے اپنی غفلتوں کو مٹاتے چلے جانے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵۔مارچ ۱۹۸۲ء)

احباب کرام سے گذارش ہے کہ یاد رفتگاں کے مضامین کو مختصر رکھیں اور ایسے امور شامل کریں جو دوسروں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں تاکہ دنیا میں نیکی پھیلے اور وفات یافتہ جن کا ذکر مقصود ہو انہیں ثواب ملے اور ان کے درجات بلند ہوں۔

گلے کی سوزش۔جلدی امراض۔بال گرنا۔جوڑوں اور جسمانی دردیں۔بے خوابی۔جگر گردہ اور مثانہ کے عوارض حمل کی تکالیف۔پرانے بخار۔بچوں کے نئے و پرانے اسہال اور قے۔عام اور ناک کی رسولیاں۔معدہ کے امراض کیل مہاسے۔کانوں کا بہنا جیسی امراض کی بفضل خدا کامیاب علاج گاہ۔خط لکھ کر بھی دوائی منگوا سکتے ہیں بھٹی ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور۔رحمت بازار ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلاحِ اخلاق کا ریکارڈ رکھا جائے

حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے نے فرمایا :۔

"میرے نزدیک اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ ہر مجلس اصلاح اخلاق کے سلسلہ میں اپنے پاس ریکارڈ رکھے جس میں یہ ظاہر ہو سکے کہ کن کن اخلاق کی طرف ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے میں نے بتایا ہے کہ فردی جرائم میں صرف نصیحت کرنا کافی ہے جرم کرنے والے کے نام کو ظاہر کرنا ضروری نہیں۔ لیکن ریکارڈ میں بغیر نام ظاہر کرنے کے اس امر کی صراحت کی جا سکتی ہے کہ ہم نے اتنے اتنے لوگوں کو فلاں فلاں فردی جرائم کی بناء پر نصیحت کی اور ان کو اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسی طرح جب قومی جرم کا ارتکاب کرے تو اس کا بھی ریکارڈ میں ذکر آنا چاہیئے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہر مجلس یہ بتا سکے گی کہ ۱۰۰ میں سے اتنے فیصدی فلاں جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اتنے فیصدی لوگوں میں فلاں قسم کی کمزوری پائی جاتی ہے۔ اور اتنے فیصد لوگ فلاں عیب میں مبتلا ہیں۔ بے شک اگر ان لوگوں کا نام ظاہر کیا جائے گا، تو شریعت کے خلاف ہوگا لیکن بغیر نام کی صراحت کے ایک عام ریکارڈ کے ذریعے معلوم ہو سکتا ہے کہ کن کن اخلاق کی نوجوانوں میں کمی ہے اور کن امور کی طرف ہمیں توجہ کرنے کی ضرورت ہے مثلاً سچائی ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر مجلس میں کتنے فیصدی نوجوان سچائی اختیار کرنے میں اعلیٰ نمونہ نہیں دکھا رہے۔

یا اشاعت فحش ایک جرم ہے ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والے کتنے لوگ ہمارے اندر موجود ہیں۔ بہرحال اخلاق کی نگہداشت خدام الاحمدیہ کا ایک اہم فرض ہے۔ اور ہر رکن کے لئے اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ قومی جرم کا چھپانا ایک خطرناک جرم ہے۔ جس طرح فردی جرم کو ظاہر کرنا جرم ہے۔ قومی جرم سے مراد دو قسم کے جرائم ہیں۔ اوّل وہ جرم جو قوم کے خلاف ہوتے ہیں اور جن کا قومی لحاظ سے شدید نقصان ہوتا ہے۔ دوسرے وہ افعال جو کسی دوسرے شخص کو نقصان پہنچانے کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کسی دوسرے پر قاتلانہ حملہ کرنے کے متعلق کوئی بات کر رہا ہو تو اس کا علم کسی اور شخص کو ہو جائے تو یہ فردی جرم نہیں ہوگا بلکہ قومی جرم ہوگا کیونکہ اس کا نقصان قوم کے ایک فرد کو پہنچنے کا امکان ہے۔ اس صورت میں اگر وہ اخفاء سے کام لیتا ہے اور دوسرا شخص حملہ کر کے قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ جس نے بات کو سُنا تھا اور جسے اس سازش کا پہلے سے علم ہو چکا تھا مگر اُس نے ظاہر نہیں کیا۔ وہ بھی اس قتل میں شریک سمجھا جائے گا اگر یہ وقت پر بتا دیتا تو اصلاح کی جا سکتی تھی۔ لیکن چونکہ اس نے وقت پر نہیں بتایا اس لئے وہ بھی قاتل سمجھا جائے گا اور شریعت کے نزدیک مجرم ہوگا۔

سرکن دی اپھارہ

نیز دیگر امراض حیوانات مثلاً منہ کھر، زہرباد، سوزش پستان، فالج، ٹک، تھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق)، کنار و واہ، چیچک وغیرہ کیلئے کیوریٹو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹ سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔

(ڈاکٹرز فری لٹریچر و سمپلز براہ راست کمپنی سے طلب کریں۔)

لاہور: —— پاکستان میڈیکوز۔ لوئر مال
کراچی: —— شہزاد میڈیکل سٹور۔ بھینس کالونی روٹ نمبر 5 لانڈھی
فیصل آباد: —— میاں شادی میڈیسن۔ گول امین پور بازار
راولپنڈی: —— جرمن ہومیو لیبارٹریز۔ بوہڑ بازار
ملتان: —— زکریا میڈیکل سٹور۔ بیرون لوہاری گیٹ
رحیم یار خان: —— رحمٰن میڈیکل سٹور۔ کچی منڈی لیاقت پور رحیم یار خان

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ — لاہور — کراچی

ہیڈ آفس: ربوہ فون: —— ۶۰۶، ۷۷۱

خبریں

ملکی خبریں

○ قومی اسمبلی میں اپوزیشن پی ڈی اے نے قومی اسمبلی کے سارے موجودہ سیشن کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔ یہ بائیکاٹ سندھ میں اراکین صوبائی اسمبلی کی گرفتاریوں اور ان پر جھوٹے مقدمے بنائے جانے کے سلسلے کے خلاف بطور احتجاج کیا گیا ہے۔

○ جمعیت علمائے اسلام نے سینٹ کے انتخابات کا بطور احتجاج بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ حکومت نے عوام کا اعتماد کھو دیا ہے۔ مختلف اہم قومی معاملات پر ہماری رائے نظر انداز کی گئی ہے۔

○ آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم نے خلیج کی جنگ میں امریکہ کی حمایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر آج امریکہ کی مخالفت کی گئی تو کل سینکڑوں صدام دنیا کا امن تہس نہس کر دیں گے۔

○ صدرِ پاکستان نے کہا ہے کہ روسی تجاویز میں امید کی کرن موجود تھی امن کے لئے مزید وقت ملنا چاہیئے تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس علاقے کی سلامتی کا معاملہ علاقے کے ملکوں پر چھوڑ دیا جائے۔

○ وزیر اعظم نے چین کے دورے پر روانگی سے قبل چینی صحافیوں سے ایک انٹرویو میں بتایا ہے کہ امریکہ امداد کے لئے بعض شرائط منوانا چاہتا تھا لیکن ہم نے اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا۔

○ نوشہرہ میں ڈاکوؤں نے پولیس پر زبردست فائرنگ کی ایک تھانیدار ہلاک ہو گیا۔ دوکانداروں نے احتجاجاً دوکانیں بند کر دیں۔

○ کراچی میں جماعت اسلامی کے دفتر پر نامعلوم افراد کی دوبارہ فائرنگ سے جماعتی شوریٰ کا رکن جاں بحق ہو گیا۔ شہر میں مرنے والوں کی تعداد ۵ ہو گئی۔ جماعتی ذرائع نے الزام لگایا ہے کہ حملہ ایم کیو ایم کے اراکین نے کیا جن کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ خلیج کی جنگ میں زمینی حملے کے ۴۸ گھنٹوں کے بعد صدر صدام حسین کی طرف یہ بیان منسوب کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی فوجوں کو کویت خالی کرنے کی ہدایت کر دی ہے۔

○ خلیج کی جنگ میں دونوں اطراف نے شدید جنگ کی خبریں دینے کے علاوہ اپنی اپنی کامیابیوں کے متضاد دعوے کئے ہیں۔ عراق نے دعویٰ کیا ہے کہ اتحادیوں نے جو چھاتہ بردار دستے اتارے تھے ان کو ختم کر دیا گیا ہے۔ جبکہ اتحادیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ان چھاتہ برداروں نے عراق کے ری پبلیکن گارڈز پر سخت حملہ کر دیا ہے۔

○ اتحادیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے ۲۰ ہزار عراقی فوجیوں کو قیدی بنا لیا ہے۔ اتحادیوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اب تک کی زمینی جنگ میں ان کے صرف ۱۱ فوجی ہلاک اور ۴۸ زخمی ہوئے ہیں۔

○ عراق نے اردن سے اپیل کی ہے کہ وہ جنگ بندی کے لئے کوششیں جاری رکھے۔ وزیر خارجہ طارق عزیز نے شاہ حسین سے ملاقات کے بعد بتایا ہے کہ اتحادی حملوں سے ۷ ہزار شہری ہلاک ہو چکے ہیں عمارتیں ملبے کا ڈھیر بن گئی ہیں اور عراق میں کوئی بھی فیکٹری کام کرنے کے قابل نہیں رہی۔

○ امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر جیمز بیکر نے کہا ہے کہ امریکہ دوبارہ عراق کو طاقتور بننے نہیں دے گا۔ صدام کا رویہ جارحانہ ہے اگر یہ برقرار رہا تو امریکہ عراق کو ہتھیاروں کی فراہمی پر بین الاقوامی پابندیاں برقرار رکھنے کی کوشش کرے گا

○ مصر کے صدر حسنی مبارک نے بتایا ہے کہ مصر کی فوج زمینی حملہ میں عراق کے خلاف اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

پیچا دیا